باگھا سنگھ وِرک کی وار

ڈاکٹر سعید احمد بھٹہ☆

"Epic poem by Bagha Sing Virk"

Dr.Saeed Ahmed

Abstract:

This research article focuses on an unpublished legendary epic titled " Bagha Singh Virk ki Var" by Punjabi poet Mian Dara of the eighteenth century. This epic discusses the ambition of Virk and Kharal tribes to capture pastures for cattle-grazing and domination over others. The bravery of central character, Rai Amir Kharal, has been appreciated in this epic story. Its events are significant enough to be reflected in the oral history of Punjab including folk literature and folk tradition. The research effort of the author has resulted in the preservation of an unpublished, rich and rare part of heritage of Punjabi literature.

Key words:
Epic, poet, unpublished, tribes technique, falk literature

کلیدی الفاظ:
رمزیہ، شاعر، غیر مطبوعہ، قبائل، فن، لوک ادب

سولھویں صدی کے ساندل بار (راوی اور دریائے چناب کا جنگل) کے سماج میں ورک اور کھرل قبیلے خصوصی اہمیت کے حامل تھے۔ ان قبائل کی لڑائیوں کے بارے میں پنجابی واروں اور ڈھولوں میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ ان لڑائیوں کا بنیادی مقصد چراگاہوں پر قبضہ تھا۔ کھرل قبیلے نے دریائے راوی کے دونوں کناروں پر قبضہ جما لیا تھا۔ دریاؤں کے کناروں پر سبزہ اور پانی وافر ہونے کے باعث جانور آسانی سے پالے جا سکتے تھے۔ لیکن قبائل کا لالچ پھر بھی ختم نہیں ہوتا تھا اور وہ اس جنگل کی دیگر چراگاہوں پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھار ان قبیلوں کے درمیان جنگ ہو جاتی تھی۔ ورکوں کی ایک شاخ چوہڑ کانا (فاروق آباد) تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں آباد تھی اور اچھی بھلی آسودہ حال تھی۔ مفتی غلام سرور نے لکھا ہے۔

"چار سو سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ پہلے بھی مسمی چوہڑ زمیندار قوم ورک نے اس گائوں کو آباد کیا اور موضع راجا سے اُٹھ کر یہاں سکونت کی۔ چونکہ وہ ایک مرد کانا تھا اور کانا پنجابی میں ایک آنکھ والے کو کہتے ہیں۔ اس گائوں کا نام بھی چوہڑ کانا مشہور ہو گیا۔"(۱)

"باگھا سنگھ ورک کی وار" میں لکھا ہے کہ اس وار (رزمیہ نظم) کا ایک مرکزی کردار باگھا سنگھ، چوہڑ

☆ صدر شعبہ پنجابی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

کانے کا پوتا تھا۔ عرفِ عام میں پوتا سگا بھی ہو سکتا ہے اور اُس کی تیسری چوتھی پشت کو بھی پوتا ہی کہا جاتا ہے۔ پنجابی سماج میں کسی معروف شخصیت سے خونی رشتے کی بنیاد پر اُس کی تیسری چوتھی پُشت بھی اُسے دادا ہی کہتی ہے۔ اس طرح باگھا سنگھ، چوہڑ کانے کی اولاد ہی سے ہے۔ وار کا ایک مصرع پیش خدمت ہے۔

(2) آدی نیں لاگھرانے، چوہڑ دے پوترے

اگرچہ کھرل قبیلہ حافظ آباد سے بہاولپور تک پھیلا ہوا ہے لیکن اِس کی شاخ اُپیرا کھرل کا مرکز ساندل بار ہی رہا ہے۔ "گزیٹر آف دی چناب کالونی" میں لکھا ہے۔

"From Jhamra onwards the Upera kharrals were all powerful. According to theirown account Danabad is named after a Virak, and they obtained their position on the Ravi about the middle of the 16th century by dispossessing the Virak tribe when led by Mallu, the first Upera Kharal of renown. The Virkas have always remained their hereditary foes. Unlike the Sials and Kamalia Kharrals the Upera Khrrals never withdrew from the Bar." (3)

جھامرا کے کھرلوں میں ایک عظیم شخصیت کا نام رائے احمد خان کھرل تھا۔ جنھوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ انھوں نے 21 ستمبر 1857ء کو جامِ شہادت نوش کیا۔(4) جھامرا صدیوں سے سورمائوں کا مرکز رہا تھا اور اس وار کے مرکزی کردار رائے احمد خان کھرل شہید کے دادا رائے امیر کھرل تھے۔

رائے امیر کھرل کی زندگی کے بارے میں دو تاریخی حوالے ملتے ہیں جن سے اُن کے عہد کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اٹھارھویں صدی کے دوسرے نصف تک سکھ مسلیں پورے پنجاب میں پھیل گئی تھیں اور اُنھوں نے مسلمان نوابوں اور زمینداروں کے علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسلوں کے سرداروں کے باہمی تعلقات کشیدہ بھی رہتے تھے، تاہم اپنے مقاصد کی خاطر وہ اتحاد بھی قائم کر لیتے تھے۔ نکئی مِسل نے گنجی بار (اوکاڑا اور خانیوال کا جنگل) اور ساندل بار کے علاقوں پر قبضہ جما لیا تھا۔ دو اہم قصبے سیّد والا اور ستگھرہ سردار قمر سنگھ کے قبضے میں آ گئے تھے۔ مِسل کی سرداری کے لیے رن سنگھ اور قمر سنگھ میں باہمی چپقلش شروع ہو گئی۔ رائے امیر کھرل پہلے قمر سنگھ کی مدد کرتا رہا اور بعد میں رن سنگھ سے اُس نے دوستی کر لی۔ رائے امیر کھرل کی مدد سے ران سنگھ بہت مضبوط ہو گیا اور قمر سنگھ کی سیاسی حیثیت کمزور ہو گئی۔ قمر سنگھ نے امیر کھرل کو منانے کی کوشش کی۔ 'عبرت نامہ' میں لکھا ہے۔

"آخر کار سردار قمر سنگھ نے لاچار ہو کر 1191ھ بمطابق سمت 1823 (1777ء) میں سردار قوم جناں کو دوستی کا پیغام بھیجا۔ مذکورہ شخص نے کہا کہ

ابھی میں ان حالات میں حاضر نہیں ہو سکتا بشرطیکہ آپ تشریف لائیں۔ جب میرا دل مطمئن ہو جائے گا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ چونکہ سردار قمر سنگھ ضرورت مند تھا، اس لیے اُنہیں خاص سواروں کے ساتھ سیّد والا سے روانہ ہو کر اُس کے گھر پہنچ گیا۔ وہ ناہنجار شخص عجز و انکسار کے ساتھ پیش آیا اور مہمان نوازی کے مراسم بجالایا۔ جب رات کو وہ سو گیا تو اُس کا سر کاٹ کر اُس کے اسلحے اور گھوڑوں پر قبضہ کر کے اُس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔) "5(

قمر سنگھ کے قتل کے بعد وزیر سنگھ نکئی مسل کا سربراہ بن گیا۔ مقتول کا انتقام لینے کے لیے وہ متعدد بار برسرِ پیکار ہوا۔ انھی لڑائیوں میں امیر کھرل بندوق کی گولی لگنے سے فوت ہو گیا۔ رن سنگھ نے موضع بہڑوال (حال تحصیل پتوکی، ضلع قصور) میں 1781ء میں وفات پائی۔ بھگت سنگھ نے بوٹے شاہ اور لیپل گرفن کے حوالے سے لکھا ہے۔

"In the course of fighting, Sardar Amir died of gunshot. His followers were turned out of Sandal Bar. When Wazir Singh felt relieved from the side of Sardar Amir he turned his attention to Ran Singh Bahrwalia and started armed opreations against him. Ran Singh died at Bahrwal in 1781." (6)

مندرجہ بالا حوالہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ رائے امیر 1777ء اور 1781ء کے درمیان میں مارا گیا تھا۔ "باگھا سنگھ ورک کی وار" کے مطابق رائے امیر کھرل کے چار بھتیجوں نے بھی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس طرح ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُس کی قبائلی سرداری کا دور 1750ء سے 1780ء تک کا ہو گا۔ یہ لڑائی بھی انھی تیس برسوں میں ہوئی ہو گی۔

وار کی کہانی یوں ہے کہ جھامرے کے کھرلوں کی بھینسیں ورک قبیلے کے علاقے میں گھس جاتی ہیں۔ چوہڑ سنگھ کا پوتا باگھا سنگھ وِرک انھیں اپنے قبضے میں لے لیتا ہے۔ رائے امیر کھرل اپنے بھتیجوں اور چند دیگر سورمائوں کے ساتھ مل کر موٴخر الذکر کا تعاقب کرتا ہے۔ اس لشکر کے ساتھ پیادہ جنگجو بھی تھے لیکن شاعر نے اُن کے نام نہیں گنوائے۔

(7) اسواراں دی آ گجی ہے کنڈ پیادیاں، کوٹ ہوئے قلعہ قندھاری

ورک اور کھرل قبائل میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ حشمت کھرل، باگھا سنگھ پر نیزے سے وار کرتا ہے اور اُس کی پگڑی بھی اُتار لیتا ہے۔ اس لڑائی میں ورک قبیلے کا ایک ساتھی سُورما رنجیت سنگھ کھاہرا بھی مارا جاتا ہے۔ ورک قبیلے کے لوگ موجم کھرل کو گولی سے مار دیتے ہیں۔ رائے امیر کھرل وہاں بہادری کے جوہر دکھاتا ہے اور وِرکوں سے بھینسیں چھین لیتا ہے۔ شاعر نے رائے امیر کی بہادری اور اُس کی گھوڑی کی خوب تعریف کی ہے۔

کجل نوں مول نہ مچّن تازنیں، پبن تازی کابل قندھاری
پال کڈھی ہے راء امیر، دے میدہ تے کھنڈ نہاری
پیڑ کڈھی راء امیر، گھت واگاں تے سنیں تلواری
کھرلاں دی بنی ہے سانگ امیر دی، ہتھ نپی تے جھڑی وگھاریں(۸)

اس وار کے شاعر میاں دارا ہیں۔ اُن کے باپ کا نام حشمت تھا۔ وہ موضع پڑیارا، (حال تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد) میں پیدا ہوئے۔ ہمارے ایک سوال کے جواب میں میاں خوشی نے بتایا۔

"میاں دارا کے سات بیٹے تھے، جن کے نام مانا، گنڈا، جھنڈا، پہلوان، بھُسا، میاں بھما اور میاں پھوگی تھے۔ میاں بھما نے "امیر سنگھ کی وار" لکھی اور میاں پھوگی نے 1857ء کی جنگِ آزادی کے بارے میں ڈھولے تخلیق کیے۔"(۹)

میاں خوشی، میاں دارا کی ساتویں پُشت سے ہیں جن کی عمر تقریباً ستر برس ہے۔ اُنھوں نے میاں دارا کے عہد کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا۔

"میاں دارا، امیر کھرل کے عہد میں زندہ تھے۔ وہ رائے امیر کے ہم عمر تھے۔ "باگھا سنگھ ورک کی وار" کے علاوہ اُن کی باقی شاعری ہماری نسل تک نہیں پہنچ سکی۔"(۱۰)

اِس وار کے راوی میاں خوشی سے ہم صرف اس کے آٹھ بند ہی محفوظ کر سکے ہیں۔ اُنھوں نے بتایا کہ وار کے کچھ اور بند بھی تھے لیکن وہ اُن کے حافظے میں نہیں رہے۔ ہم نے اُس خاندان اور اُس علاقے کے کئی لوگوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن یہ شاعری کسی کو بھی یاد نہیں تھی۔ جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے، یہ آج بھی زبانی روایات اور لوک ادب میں محفوظ ہے۔ رحما سلہوترا نے ہمیں اس واقعے کے بارے میں بتایا:

"ورکوں نے کھرلوں کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا۔ کھرلوں کے لشکر نے تعاقب کیا تو وہاں پر ورکوں نے بندوق کی گولی سے موجم کھرل کو مار دیا۔ کھرل دل برداشتہ ہو کر بیٹھ گئے۔ امیر کھرل اُس دن گھر سے باہر تھا۔ جب اُس نے سُنا کہ اُس کے بیٹوں اور بھتیجوں کی لڑائی ہو رہی ہے تو وہ فوراً وہاں پہنچا۔ اُنھوں نے بتایا کہ ہمارے مویشیوں پر ورکوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور موجم قتل کر دیا گیا ہے۔ رائے امیر نے اپنے لشکر کے ساتھ مل کر ورکوں پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی رتولا، تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔ ماتاب ولد بالا وِرک نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ رائے امیر کے جسم میں اکیس تیر لگے اور بائیس تیر اُن کی کجل گھوڑی کو

لگے۔ کھرل مویشی لینے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن گھوڑی راستے میں ہی مر گئی۔" (11)

پنجابی صنف ڈھولا کے معروف شاعر نوری کیمبو کے نے بھی اپنی شاعری میں یہ تلمیح استعمال کی ہے۔

اوہنوں رکھن آلے رکھ لیائے جیویں اگے ورکاں کولوں
رکھ لیاہاس مل دے پُتر امیر نوں(12)

سید و آہنداہے: میں انج بھیڑ کریساں جیویں اُتے رتولے دے بھیڑ ورکاں کیتے،
حلال چاں کیتو نیں مل دے پُتر امیر نوں(13)

میاں دارانے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس لڑائی میں تیر اندازوں نے بہت تباہی مچائی:

اُڈ اُڈ پون تتر اچے، تلیئر کھاکے باگ اناریں جھڑ دے(۱۴)

میاں دارا اٹھارھویں صدی عیسوی کے پنجابی شاعر تھے۔ اُن کی تخلیق "باگھا سنگھ ورک کی وار" دو سو سال تک لوگوں کے حافظے میں محفوظ رہی لیکن یہ تحریری شکل میں کہیں محفوظ نہ ہو سکی۔ ہم بھی اس وار کے صرف آٹھ بند ہی محفوظ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ اگرچہ یہ وار مکمل نہیں لیکن ان چند بندوں سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ میاں دارا وار کے فن پر دسترس رکھتے تھے۔ اُنھوں نے سر کھنڈی اور نشانی چھندوں کا استعمال کیا ہے جو اِس صنف کی پہچان بن چکے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ مفتی غلام سرور، تاریخ مخزن پنجاب (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس، 1996ء)، 297۔

2۔ میر دارا، "باگھا سنگھ ورک کی وار"، غیر مطبوعہ۔ مملوکہ سعید بھٹا۔

3۔ Punjab Government, Gazetter of the Chenab Colony (Lahore: Civil and Militory Gazette, 1905), 17.

4۔ سعید بھٹا، نابر کہانی (لاہور: سانجھ، 2010ء)، 81۔

5۔ مفتی علی الدین، عبرت نامہ، جلد اول (لاہور: پنجابی ادبی اکیڈمی، 1961ء)، 285۔

6۔ Bhagat Singh, A History of the Sikh Misals (Patiala: Punjabi University, 1993), 253.

7۔ میر دارا، "باگھا سنگھ ورک کی وار"،

8۔ میر دارا، "باگھا سنگھ ورک کی وار"،

9۔ میاں خوشی، "گل بات"۔ چک بھچو آنہ، تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد۔ یکم جولائی 2003ء۔

10۔ میاں خوشی، "گل بات"۔

11۔ رحما سلہوترا، "گل بات"۔ چک ناہرا، تحصیل و ضلع شیخوپورہ۔ 23 مئی 2016ء۔

12۔ رمضان کیمبوکا، "گل بات"۔ چک نمبر 8 مہاڑی آلا، تحصیل شرقپور، ضلع شیخوپورہ، 5 جون 2016ء۔

13۔ رمضان کیمبوکا "گل بات"۔

14۔ میر دارا، "باگھا سنگھ ورک کی وار"